رباعی

اقبال و نصیب ہو افزون یارب
رتبے میں ہوں ان کے ہمسرِ گردون یارب
تائید علی لطف نبی فضل ترا
ہو ان کو سزاوار و ہمایون یارب

رباعی

یہ دامن تنہائی کے ہیں پلنے والے
یہ خلق میں ہیں پھولنے پھلنے والے
عالم پہ یہ چھا جائینگے مثل خورشید
جلنے ہی کا سینکینگے لو یہ ہیں جلنے والے

رباعی

ابرو کو تو محراب حرم کہتے ہیں

عارض کو گل باغ ارم کہتے ہیں

کہتا ہے کوئی مہر کوئی ماہ جبیں

جان و دل آصف انہیں ہم کہتے ہیں

٭

رباعی

یہ ہیں وقتِ سیرِ منزلِ شہنشاہی

یہ ہیں گلگشتِ دامنِ ظلِ الٰہی

جان و جگرِ خلق تصدق ان پر

یہ ہیں ثمرِ نہالِ احضب اہی

رباعی

سرو چمن خوبی و رعنائی ہیں
ذی حوصلہ ہیں جنگ کے شیدائی ہیں
ناوک فگنی، تیغ زنی، صف شکنی
شہزادوں میں سب جوہر آبائی ہیں

رباعی

اقبال ہے عالی نظری سے پیدا
ہے بانکپن ابرو کی کجی سے پیدا
فرزند جو ہیں یہ فتح جنگ آصف کے
ہیں فتح کے آثار ابھی سے پیدا

رباعی

ہزار وسے گو میں تیرے سالک ہوں
بار دیگر دیدۂ او سے سالک ہوں
پابستہ اضافات صفاتی میں بھی
بہتر ہے کہ آصفت کا عین ہی بن گیا ہوں

رباعی

اے شمع سعادت کا نشان رکھتے ہیں
تانے شجاعت کی کمان رکھتے ہیں
ہمجوان سے جو دیکھو تو بہ تمیز سے کہو
ہیں طفل مگر بخت جوان رکھتے ہیں

رباعی

جوان سے آصف کی دوری آن انکی
دشوار ودارا بھی ادنی نہیں پہچان انکی
جہاں سے جہاں کے منہ لوا نہیں کرتا ہے سلام
بڑے وہ ان لیکن سے بڑی شان انکی

رباعی

سنبل یون من از جبینہ گیسو دوده چین

از بس سے نو کیہ ابرو دوده چین

شرما اَبن سے دو دار

ریکھین نوزاد و بیلے ریشہ دو دار

حیران کوہ کے من صیبہ بادہ دوده چین

رباعی

چھپتا ہے کہیں تیغ میں جوہر پیدا
ہوتا ہے ازل سے عیب و ہنر ہیں پیدا
آصف کا جگر بند ہے کیوں نہ ہو ایسا
ہوتے ہیں غضنفر سے غضنفر پیدا

رباعی

کیا کوہ وقار آصفِ سا دکن کا ہے اقبال
اوصاف میں جن کی ہے زبان خلق کی لال
ہیبت ادرکن وہ ہے کہ ہنگامِ عتاب
کر دیتا ہے منہ لعل بدخشاں کا لال

مدح ولیعہد بہادر نواب میر عثمان علیخان طال اللہ عمرہ

آصف کو دیا حق نے وہ زیبا گوہر
کرتا ہے نثار جس پہ دریا گوہر
سرکار کو ہو یہ گوہر شہوار مبارک
اے آصف دریا دل و والا گوہر

رباعی

اقبال اگر بعلم و هنر گشتی جاه براهم

عشق و طلب سخن و براحت و نخواه براهم

ما را روزی آن همه کمی با راحت

فضل و کرم تو در جهت اشد براهم

رباعی

جب سے جو بنا ہیکل شاعری ہو جاتا ہے

حسن خیال سے اُردو کی ابد جاتا ہے

تاریخ قلم بر حضور

چمن منظر

ہر ایک ہوا سے

گلہائے حسن سے باغ الوری ہو جاتا ہے

رباعی

حیران زبان پہ ہیں فصاحت والے
قربان بیان پہ ہیں بلاغت والے
صہبائی و جامی و صبوحی و اسیر
ہیں ساغرِ وصف کے یہ سب متوالے

رباعی

ہے شوخ و دلآرام کلام آصف
ہے سحر و تمام کلام آصف
بیشک ہے سخن سحر و افسون
بافصل سخن جو گنج ہیں کلام آصف
الہام ہے الہام کلام آصف

رباعی

تو ہی ہمیں ہے سہارا اگر ہمیں ہے تو بتا ہمیں

تو ہی ہمیں ہے ستانا اگر ہمیں ہے تو بس ہمیں

جیتی ہمیں ہے ستانا اگر سمجھو

کیا کیا بخشیں ہمیں صاف ملتی ہمیں ہے مجھ سے بس ہمیں

رباعی

بھیجی فرنٹ نے بالی وہ بھی
ایک ایک غزل پچھوں کی ڈالی وہ بھی
کیا بات ہے طالعی حضرت کی آغا بیگ
بات ہی میں اک بات اڑا لی وہ بھی

رباعی

خاقان دکن کی وہ دُر افشانی ہے
آب آب بیاں شرم سے خاقانی ہے
کچھ طبع رواں کی نہ روانی پوچھو
پتھر بھی زمین ہو تو ابھی پانی ہے

رباعی

فکر تر عالی سے کرو دام معنی
شانہ سخن سے کرو کاکل معنی
تھک جائے جو پرواز سے مرغ خیال
اونچا ہے سر عرش سے ایوان معنی

رباعی

دامان نظر سے کو ذوق حکمت کا
حل جس سے کہ عقدہ ہو ادق حکمت کا
سمجھے جو کوئی ذرا تو ہے سارے انداز
دیتے ہیں فلاطون کو سبق حکمت کا

رباعی

یاران شاخ وفا کچھ لیتی ستی دیکھی
حلقوم جہان تیغ سیتی دیکھی
کیا سر و دیوں سے آتش کینہ و عناد
دامن میں ان لوگاں کے شمع جلتی دیکھی

رباعی

ہے کون جو مخلوق کی لون بان چاہ کرے

ہے کون ارک دل میں جو لون بان آہ کرے

ہے کون ارا اصفہ میں جلیل

اصفہ یمن وہ اصفہ ہے یمن وہ اصفہ

اصفہ کی ادا کی عشق سے ہو اثر کرے

رباعی

دنیا زر و گوہر سے کمانے والے

بازاری ریا یا کا اٹھانے والے

ہوتے ہیں براہ زر عمل ہوتا ہے

اور وہی کشتی سے بچانے والے

رباعی

شیدا ہے کمال آپ پکامل اہے

سیری سے غلام سر آپ پکا عادل اہے

بقراط کو سکھلانے ہن عاقل اہے

باسیح و پاکبر نے ہن ابدال اہے

رباعی

آصف سا مسیحا بھی کہیں ملتا ہے

جینے کا مزہ سب کو کہیں ملتا ہے

آ گئے تو یہ دارو دوا کی تھی نمائش

اب دارو کو ڈھونڈو تو نہیں ملتا ہے

رباعی

جلسے ہیں کہیں جشن منانے کے لئے
بیٹھے ہیں کہیں عیش اڑانے کے لئے
اس دور میں کتنے وہ بھوکے ہیں کہ جو
ترستے ہیں کئی دن کا دانہ پانے کے لئے

رباعی

اس دور میں گردوں ستم آرا نہ رہا
ظالم کے لئے کوئی سہارا نہ رہا
ظالم ہے سبب امن میں کیا
ظلم و ستم و جور کا یارا نہ رہا
بجا گو کہ یہان ایمن

رباعی

اس عمر میں تقدیر کا شکوا نہ کرو

اندوہ و غم و ہراس و یاس کا چرچا نہ کرو

ہر اک سے کہو کہ اب کیا اے صفیؔ

دریا بھی اگر ملے تو وہ پیاسا نہ رہو

آیا ہے کہ فیض اپنا بلازم ہو جائے
سب خلق سزاوارِ کرم ہو جائے
اس عید مبارک میں کہ ہے عام کرم
خاتم کا جو لے نام وہ محبوب ہو جائے

ان آنکھوں کو نہ دو دبال و دبا کے لیے ہیں
ان آنکھوں کی دنیا دو نہ بنا کے لیے ہیں
جو بنی ہیں نگاہیں تو والا کی نہیں
یہ خاک کو اکسیر بنا کے لیے ہیں

رباعی

جب تیرا وصف کا سب سے تھا جاری
احکام ہیں بخشش کے ہر اک جا جاری
ہے عام ترے ابر کرم کی بارش
ہر چار طرف فیض کا دریا جاری

رباعی

جو بات نہ تھی قیصر و سنجر کو نصیب
وہ سب سے سوا شاہ ایڈورڈ کو نصیب
جس طرح کہ آفتاب کا فیض ہے عام
یکساں ہے عطا مومن و کافر کو نصیب

رباعی

میں نے علمِ عدل کو گاڑا ہے
میں نے درِ بیداد اکھاڑا ہے
اقبال کا گھر میں نے بسایا ہے سچ
ادبار کا گھر میں نے اجاڑا ہے

رباعی

یارب یہ دعا ہے شہ والا کیلئے
ہر دل میں جگہ ہے شہ یکتا کیلئے
فتح ان کی نہ کیوں ہو عرب ایران پہ
ان ہاتھ پہ تیغ ہے رعایا کیلئے

رباعی

دھیان اپنی رعایا کا لگا رکھتا ہے

حسن زاے کا ہمیشہ دا ہے

دوران پہ

اس فکر سے ایک آن نہین دل خالی

حق یہ ہے کہ شاہوں کو یہی زیبا ہے

رباعی

احسان کا بوجھا نہیں اٹھا سکتے

احسان سے گر لے نہیں انکار سکتے

احسان سے بے شتی

بانٹ ہو سے نہ رو دیکھتے ہیں سکتے

دینا سکھیں گر ہو سے شہوار سکتے

رباعی

آصف سا کوئی حامی اسلام نہیں
آصف سا کوئی واجب الاکرام نہیں
اُنکے بندوں کو ملے آسایش
ہے کام یہی اور کوئی کام نہیں

رباعی

گلزار میں صبا وہ آ رہی ہے

بھولے وہ نسیم یاد آ رہی ہے

دل میں کبھی لب پہ کبھی لرزاں ہے خطرہ

سینے میں کبھی نفس یاد آ رہی ہے

رباعی

چمن چمن سے کسے گلوں سے اثمار جدا
آرام جدا ہے الگ آزار جدا
آلام جدا ہیں دی باقی
گلشن میں نظر ستم کی ندی باقی
ہے عالم کہ پھولوں سے ہیں خار جدا

رباعی

جو دامن دولت کی ہوا کھاتے ہیں
وہ گلشن رحمت کی ہوا کھاتے ہیں
نعمت تو ارباب دین کی دیکھو
دنیا ہی میں جنت کی ہوا کھاتے ہیں

رباعی

کہسار و زمیں وہ سب متحمل شے کا
افلاک کہ جھکیں وہ سب متحمل شے کا
اجلال و کمال و جرأت و استقلال
نازاں ہیں کہ حامل ہے تو اس شے کا

رباعی

سمجھے ہے عمل نفس سرا و یکتا میں عیب

سمجھے ہے عیب کو ہنر ہنر کو عیب

ہے حکم من سے کار کا جلوہ ہے پیدا

ہے قلب سے کار کا لینگا غیب

رباعی

سرکار امیر سیر و دریمن امیر سیر و درایمن

چون ساخت یمین قدردان گردی چو همه سر یمن

چو همسایه ز دانشمندی

علم و عمل و حکمت و دانش یمن

تاریخ اصح یا بگوهر سر یمن

رباعی

انسان کا یہ جوہر کہ جری ہو کے رہے
باتوں کا دھنی دل کا قوی ہو کے رہے
کیا بات ثبات ہے تہ و بالا کی جب لیں
جو ٹھ سے بکل جائے وہی ہو کے رہے

رباعی

کس نے نہیں اس دہر میں ٹھکانا پایا
جو چھپ کے رہا اس نے خزانا پایا
دامن سے جو لپٹا رہا سخی کے جلیل
جب سے ترے اصغر کا زمانا پایا

رباعی

آصف میں سلیمان کی شوکت دیکھی

نعمان و فلاطون کی فراست دیکھی

گردوں کا حشم زمیں کا کرم مہر کا جلال

فی ہیکل انسان کی قدرت دیکھی

رباعی

تیور میں جلالت ہی جلالت دیکھی

آنکھوں میں مروت ہی مروت دیکھی

قدموں میں غریبوں کا ٹھکانا دیکھا

ہاتھوں میں یداللہی قوت دیکھی

رباعی

ہوتے ہیں ہزاروں ہوتے شعور والے

ہوتے ہیں زر و افسر والے

لیکن وہ اسے کسی نے پایا

آصف کا جو اقبال ہے

انصاف ہے فرامین سکندر والے

رباعی

گزرے ہیں یہ بہت شوکت و حشمت والے
اب بھی ہیں یہ بہت دولت و ثروت والے
ہاں ایک بھی آصف کا نہیں کوئی جلیل
ہمسر بھی اور سخی پیکر مروت والے

رباعی

نام آپ کا جو صبح و مسا لیتے ہیں

اخلاص و عقیدت کا مزا لیتے ہیں

بیکس در اقدس پہ جبیں گھس گھس کر

بگڑی ہوئی قسمت کو بنا لیتے ہیں

رباعی

مخلوق پہ راز ہستی سے عنایت ہستی کی

مغرور ہے یہ ہوس سے سیاست ہستی کی

پابند ہیں سب ہوس سے جاہ بلبل کی

ہے شعور دل میں بھی کا دست ہستی کی

رباعی

سرکار کے قدموں میں جو آجاتا ہے

دارین کا مقصود وہ پاجاتا ہے

پیری سے نہیں خم یہ گردوں میں

پابوس کا یہ شوق جھکا جاتا ہے

رباعی

اعجاز ہے مدح شہ والا کیا ہے
دیکھو اسے اشعار کا رتبہ کیا ہے
خوبی ہے یہ بیت شناس سخن کی دردانہ
ظاہر ہے کہ الفاظ میں رکھا کیا ہے

رباعی

خنجر آرا سے مارا نہ چھپیا مارا
پھرا سے عدو آپ ہی مارا مارا
غصے میں جب دیکھ لیا ایک نظر
سمجھا وہ کسی نے تیغ بھالا مارا

رباعی

دشمن کو نگاہوں سے گرا دیتے ہیں
رہزن کو رہِ گور دکھا دیتے ہیں
بیدار ہیں ایسے کہ ہر اک فتنے کو
تلوار کے سائے میں سُلا دیتے ہیں

رباعی

ہر شیخ جو جوتران سے سبزہ رہی ہے

دل ان دشمن سے کس ناری کی کھتی ہے

زبان سے دل ربا ہے نظم سے مبارک

جنت نو یہ سکھی

ثابت قدمی کا قدم ہی ہے

رباعی

فیض میں جو تشنہ صفا باقی ہے

بچھ میں وہ درد میں لا اثر باقی ہے

پانی میں چلا کر دم بدم

تینوں کو دو دی سے جب لا کر

کہو الا بین آتش سے یا پانی ہے

رباعی

سرکار کمال ازلی رکھتے ہیں
اوصاف خفی اور جلی رکھتے ہیں
انداز یہ کہتے ہیں جوانمردی کے
عباس نشان علی رکھتے ہیں

رباعی

آصف کو عطا حق نے جو فرمایا ہے
پایا وہ کسی نے کبھی نہیں پایا ہے
یہ عکس کوئی سرکار کا تاج دکن
تصویر نے آئینہ کس سے پایا ہے

رباعی

ناصر شہ زری کا جاہ کیسا اپنا چمکا
دارا کی رہی دھاک نہ تارہ چمکا
پیدا ہے یہ حضرت سے کہ عیان ہوتا ہے
دل تیرہ کا رہے تیغ میں جوہر چمکا

رباعی

صدیقؓ کا ہے صدق سخن سے پیدا
فاروقؓ کا ہے عدل چلن سے پیدا
عثمانؓ کا ایمان جبین سے روشن
حیدرؓ کا جلال بانکپن سے پیدا

رباعی

شاہوں میں کوئی آپ سے بہتر نہ ہوا
ہمسر کا تو کیا ذکر، برابر نہ ہوا
یہ اوج، یہ دبدبہ، یہ حشمت، یہ جلال
افسوس کہ اس وقت سکندر نہ ہوا

رباعی

شوکت اسی دربار پہ اتراتی ہے
سطوت اسی سرکار کی کہلاتی ہے
نصرت انہیں ہاتھوں سے ہے با صیقلِ تیغ و دار
دولت انہیں قدموں کی قسم کھاتی ہے

رباعی

بجز آپ کے بیان سا ارانا اپنی
روئی ہے کہ روئی ہے ہم دوجب اپنی
روئی ہے تیغ عریاں اب
جب بگڑے تیور بندھی کھچی جب اپنی
دیکھ کے تیوران کا کھچی جاں اپنی

رباعی

سب پر شہ ذی جاہ کا احسان نہیں
سب کو شہ ذی جاہ کا ارمان نہیں
آصف سے عیاں شان سلیمانی ہے
مانا کہ یہ آصف جی سلیمان نہیں

رباعی

آصفؔ سے جو ہر کا سبب ہو جاتا ہے
وہ ذرہ سے فلک جناب ہو جاتا ہے
جب اردو بنگلی ہے سواری شمس کی
ذرے سے کلہ آفتاب ہو جاتا ہے

رباعی

محبوب جہان را ہم و دید سر از خود

زیبا زیکسر بار ضیا باز خود

دو چشمین لالہ بہاری این چمن بیل

فائق یہ فرا خاتی سے غنچہ از خود

رباعی

دنیا میں کسی دل کا، وا تو نہ ہوا عقدہ
ایک ایک کی حالت سے نہ جب وا عقدہ
ممکن نہیں غفلت کا اگر دور ہو جائے
طالع کی ہمیشہ سے یہیں پیدا عقدہ

رباعی

باورکی تمکین و بیسی تمکین اصفہاه

تن ستکین و قسمہ تمکین اصفہاه

شمہ شیرازان و بستہ زان بامودی

فہ سمن و شتاہ و سکن اصفہاه

رباعی

ہر وقت سر ارباب وفا ہیں آصف
سرچشمہ احسان و عطا ہیں آصف
محمود ہیں ساری خدائی میں خلیل
امید گہ خلق خدا ہیں آصف

رباعی

شاہان زماں سے ہیں افضل و اشرف آصف

سب نسخوں میں ہیں ان و مصحف آصف

گویا وہ صحیفہ ہے گراں کر یاد دل سے گراں

جس بات پہ ہیں سب کی آصف آصف

بھی صف آصف

رباعی

این فارس میدان ہنرور آصف
این آیۂ قصیدہ نازو نعت حر آصف
این آیہ چمن آباد دکن
الحمد سلامت است رہین آرا
محبوب علی خان بہادر آصف

رباعی

عزت دہ تاجِ خسروانہ آصف

لاکھوں میں کروروں میں یگانہ آصف

ہے صفحۂ عالم پہ رقم یہ مصرع

سلطانِ سلاطینِ زمانہ آصف

رباعی

مہر فلک جہاں پناہی آصف

شایان نشان ان کی کج کلاہی آصف

کچھ اور نہیں اپنی دعا اس کے سوا

آصف رہیں آباد الٰہی آصف

رباعی

ہونے کو ہوئے خسرو و قیصر پیدا
آصف کا ہوا کوئی نہ ہمسر پیدا
جب خاک نے سرکار کا سایہ پایا
اس خاک سے ہوں لاکھ سکندر پیدا

رباعی

آصف پہ ہوئی ہے چست قباے شاہی
آصف سے ہے زیب افسر ظل الٰہی
آصف کے ہوا خواہ دعا دیتے ہیں
سرسبز رہے گلشن آصف جاہی

رباعی اعلیحضرت سلطان دکن خلداللہ ملکہ

اس کانِ عطا سے سخا کو دیکھ

جس نے کبھی جب ستم و جفا کو دیکھیں

انگلوں کو ہمیشہ تھی سنان کو دیکھ

صد بیتر سے اہل خلق سنان کو دیکھ

رباعی

سرسبز ہوا آج باغ عرفان
لاکھوں کو ہے کیف مستی باغ عرفان
ساقی نے ادا کری باطن ارباب عرفان
ہر ایک ہے جن جاتا ساغر جام عرفان

منقبت در تعریف حضرت غریب نواز قدس سرہٗ

اے خواجۂ خواجگان معین عالم
اے قطب جہان مہ جبین عالم
کیا وصف کرے آپکا اجمیری بیکس
ہیں آپ تو فخر بہترین عالم

رباعی

درد دلِ عالم کے مسیحا ہیں آپ
بیمار دلِ بیکس کا سہارا ہیں آپ
اک موج تو جس کی اودھر بھی اغوث
بن تسمہ جگہ فیض کا دریا ہیں آپ

نسبت ہے شیخ پاک کو دونوں سے اس قدر

فرزند ہیں مصطفیٰ کے غوث الاعظم

دلبند ہیں مرتضیٰ کے غوث الاعظم

کیوں ان کی کروں نہ تسلیم ہمہ زہرا نسب کی

سرتاج ہیں اولیا کے غوث الاعظم

رباعی

ان کو عمل درست کا نسخہ دیکھیں

ان کو کرم و جود کا مرجع دیکھیں

سبطین کا ملنا ہے نبی کا ملنا

مصحف جو ہیں یہ دو یہ مطلع دیکھیں

رباعی

قدرت ہے وہی کہ جس سے عیاں ہو معنی
کیا بانجھ ہے وہ رکھتا ہی نہیں جو معنی
سبطین میں ان ہی ان ذات نبی میں شامل
جیسے کہ اک لفظ کے ہوں دو معنی

رباعی

اے مہر ترے فیضِ دل سے زیبِ دو جہاں
دریائے حقیقت ہے نقیبِ دو جہاں
اللہ رے راکبانِ دوشِ احمد
فاطمہ کے ایک لال اور نجیبِ دو جہاں

رباعی

محبوب خدا کے دل و جان ہیں دونوں
حق یہ ہے کہ فخر دو جہان ہیں دونوں
ہے شان میں سبطین کی وارد یہ حدیث
سردار جوانان جنان ہیں دونوں

منقبت حضرات حسنین رضی علیہما السلام

واقف ہیں سب اُنہیں کے مقبولون سے
یعنی راہِ خدا کے مقتولون سے
سبطین نبی ہیں یہ گل و ریحانِ نبی
روشن ہے گلزار انہیں دو پھولون سے

رباعی

یارب پئے فاروقؓ و علیؓ رحمت کر
یارب پئے عثمانؓ غنیؓ رحمت کر
صدیقؓ کا میں واسطہ دیتا ہوں تجھے
رحمت ہے تری سب سے بڑی رحمت کر

رباعی

روشن ہے جو فیضیاب ہو جاتا ہے
قطرے سے دُرِ خوشاب ہو جاتا ہے
ادنیٰ کو چراغ عشق سے خیرہ ہے
گرتا ہے جو گل گلاب ہو جاتا ہے

رباعی

اسلام کو دنیا میں جو پھیلائے ہیں

اُن سرداروں کی کو پھیلائے ہیں

مردانِ جلیل

ابو بکر سے تھے قیصر و کسریٰ

لو نام عمرؓ کا ورد زبان سے ہیں

بجناب خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

صدیقؓ ہیں سردار جہان بعد رسولؐ
فاروقؓ سے اسلام کو قوت ہے حصول
عثمان غنیؓ جامع قرآن مجید
حیدرؓ بجا ہے شیر خدا زوج بتولؓ

رباعی

اے شمع تری محبت کا جو دیوانہ ہے
وہ ایک ہی شخص سب سے فرزانہ ہے
دنیا کو سمجھتا ہے وہ بے سود جب
کچھ میں جس سے لیل مرغ سے
شمع پہ پروانوں کا پروانہ ہے

رباعی

الحمد سے رسولؐ عربی کا پایا
رتبہ یہ بشر نے نہ ملک نے پایا
گو سایۂ دو عالم ہے سایہ جن کا
لیکن نہ کسی آنکھ نے دیکھا سایا

نعت

امت کو محمد سا شہنشاہ ملا
گمراہ طالب بھی خضر سا ہمراہ ملا
اور اس سے سوا کیا ہے جو ملتا ہم کو
اللہ کے محبوب سے اللہ ملا

رباعی

مطلوب ہے محبوب ہے مقصود ہے تو

جب قلب میں دیکھتا ہوں موجود ہے تو

عاصی ہوں گمراہ ہوں رسوا ہوں اس پر

میں عبد ہوں ترا اور مرا معبود ہے تو

رباعی

کچھ حد نہیں رکھتی ہے عنایت تیری
بیباک ترا ہو کیا ہو طاعت تیری
یہ قدر گنہگار کی اللہ اللہ
کھولے ہوئے آغوش ہے رحمت تیری

رباعی

پھولوں میں ترا رنگ ہے مہک تیری ہے
آنکھیں ہوں تو ذروں میں چمک تیری ہے
بیکس ہے غلط بات ہے یہ سوچ ہے نہ جانے
کچھ بھی نہیں صرف انا ہے جھلک تیری ہے
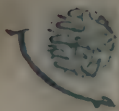
یارب وہ زبان دے جو ترا ذکر کرے
وہ دل ہو عطا دم جو محبت کا بھرے
ہو کشت عمل پہ بارش ابر کرم
سوکھے ہوئے دھان جس سے ہوجائیں ہرے